ملازمت پیشہ افراد کا حقیقی طرزِ حیات اور سیرت طیبہ

سعدیہ گلزار*

ABSTRACT:

The life of Holy Prophet (SAW) provides a man with a guideline to fulfill his religious and spiritual responsibilities, along with his economic responsibilities, in an optimum way. In an Islamic society, employees do their duty as their religious obligation rather. They strive for public welfare and reciprocity rather than making bribery their source of income. Quitting luxuries, they lead a simple and content life. If a man is inclined to illegal ways of income, he loses himself in the delights of life and forgets his real obligations. The income gained through illegal ways causes many issues in a society such as concentration of wealth in few hands. The emotions like hatred, jealously and inferiority complex are produced in the lower class. The followers of Muhammad (SAW) moderately utilize their halal income. They meet the needs of others from their Nathaniel (god-gifted) livelihood. This ensures the just distribution of wealth in a society. Kind behavior and cooperation with subordinates and colleagues is also indispensable for a good professional atmosphere. The purpose of this is research paper is to highlight the needs and importance of the employees of the present era to fulfill their duties ideally in the light of the life of Holy Prophet (SAW), earn halal livelihood, and treat their colleagues and subordinates kindly. The research paper followed narrative and analytical approach.

Keywords: Tradition, Professional Ethics, Halal livelihood, Society, Individual Responsibilities.

معاشی حاجات کو پورا کرنے کے لیے افراد معاشرہ مختلف شعبوں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ معاشی جدوجہد میں سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی ضروری ہے تاکہ فرد کی جدوجہد کو درست جہت مل سکے اور حصول معاش کے ذرائع دنیا اور آخرت میں فلاح کے ضامن بن سکیں۔ افراد کا مقصود صرف مادی ضروریات اور احتیاج کو پورا کرنا نہ ہو بلکہ روحانی تقاضوں کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ ان کے اولین مقاصد میں انسانی فلاح اور خدمت شامل ہو۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت سے متعلق آیات قرآنی کا مطالعہ کرنے سے اس عظیم مقصد کی وضاحت ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (۱)

وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور　　برقی پتا: sadia_luwu@yahoo.com

تاریخِ موصولہ: ۲۰۱۶/۳/۳ء

سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

تزکیہ سے مراد انسان کے نفس کو مادی آلائشوں سے پاک کرنا ہے۔مومن اپنے فرض منصبی کو بھول کر کمانے اور خرچ کرنے میں حلال وحرام کی تمیز کھودیتا ہے۔ دنیا اور آخرت میں گھاٹے کا سودا کرلیتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا(۲)

اور نفس گواہی دیتا ہے، اور جیسا اسے سنوارا، پھر اس کی نیکی اور بدی اسے سمجھادی۔ یقیناً فلاح پاگیا جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور برباد ہوا جس نے اس کو دبادیا۔

۱۔ حرام ذرائع آمدن اختیار کرنے کی مذمت

ملازمت پیشہ افراد کے لیے ضروری ہے کہ وہ رزق حلال کو ذریعہ آمدن بنائیں۔حرام کمائی کی ممانعت کا اصل مقصد انسان کی فلاح کو مدنظر رکھنا ہے تاکہ کوئی شخص ان اخلاقی خرابیوں میں مبتلا ہوکر معاشی فلاح میں اضافہ کرنے کی بجائے کمی کا باعث نہ بن سکے۔ معاشی جدوجہد میں اسلام کے متعین کردہ اخلاقی اصول ہی انسانی فلاح کے ضامن ہیں۔ان اصولوں کو مدنظر رکھنے سے معیشت ترقی کی راہ پر گامزن ہوسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ناجائز مال کمانے کے تمام طریقوں کو باطل قرار دیا ہے اور انسان کو حلال ذرائع سے رزق کمانے کا پابند کیا ہے۔ اگر انسان حرام ذرائع اختیار کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ٹھہرتا ہے اور اپنی آخرت کو برباد کرلیتا ہے۔قرآن حکیم میں ناجائز ذرائع آمدن اختیار کرنے کی مذمت کی گئی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ(۳)

اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ مگر یہ کہ تمھاری آپس کی رضامندی سے خرید وفروخت ہو۔

حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں حلال ذرائع سے روزی کمانے کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعمال میں افضل عمل حلال ذرائع سے کمانا قرار دیا۔(۴) نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بیشک پاکیزہ کھانا وہ ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا ہے۔(۵) حلال رزق کا طلب کرنا فرض ادا کرنے کے بعد اہم فرض (۶) اور ہر مسلمان پر واجب قرار دیا گیا ہے۔(۷) حلال رزق کی طلب کو جہاد یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔(۸)

عصر حاضر میں ملازمت پیشہ افراد خصوصاً اعلیٰ عہدوں پر فائز افراد زیادہ تر رزق حرام کمانے میں ملوث ہیں۔حرام ذرائع کی طرف راغب ہونے کی اہم وجہ کے بارے میں امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ انسان کا نفس اگر عیش کوشی کا عادی ہوجائے

تو انسان سادہ زندگی پر قناعت نہیں کرتا۔حلال کمائی سے اس کی عیاشی پوری نہیں ہوتی تو وہ رفتہ رفتہ کسب حلال کی بجائے حرام ذرائع کو اختیار کر لیتا ہے، جھوٹ اور نفاق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔(۹) انسان کی مال کی حرص و لالچ اس حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھی واضح ہوتی ہے۔

ماذئبان جائعان أرسلا في غنم بأ فسد لها من حرص المرء على المال والشّرف لدينه(۱۰)

اگر دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں تو اتنا فساد نہ کریں گے جتنا آدمی کا دین مال اور جاہ کی حرص سے خراب ہوتا ہے۔

بعض افراد سفید پوش طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔اعلیٰ عہدہ ملنے پر تنعم وعیش کوشی کی طرز زندگی گزارنے کے لیے رشوت کو ذریعہ آمدن بنا لیتے ہیں۔دوسری طرف جو پہلے ہی اپر کلاس سے ہیں وہ اپنے معیار زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے حرام ذرائع اختیار کرتے ہیں کیونکہ ان کی آسائشات بھری زندگی محدود جائز ذرائع آمدن سے پوری نہیں ہو سکتیں۔مختلف ملازمت پیشہ افراد سے جب اس حوالے سے گفت وشنید ہوئی تو اُنھوں نے بنیادی وجہ یہ ہی بتائی کہ حکومت کی طرف سے مقررہ کردہ آمدن کم ہے جن میں ان کی حاجات اور آسائشات پوری نہیں ہو سکتیں۔محدود آمدن میں نہ تو اچھا گھر بن سکتا ہے اور نہ ہی مہنگی گاڑیاں خریدی جا سکتی ہیں۔راتوں رات امیر بننے کی خواہش ان کو ناجائز راستے اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ بعض افراد اچھا عہدہ سفارش کے علاوہ رشوت کے بل بوتے پر حاصل کرتے ہیں۔ناجائز طریقے سے اعلی منصب کا حصول اُن کو بھی رشوت لینے پر اُکساتا ہے۔افسران بالا اپنی جائز ضروریات پوری کرنے کی بجائے رشوت سے کمائی ہوئی دولت کو اپنی عیش وعشرت کی زندگی، عزیز و اقارب اور وفادار سیاسی دوستوں کو نوازنے اور سرکاری دوروں پر اُڑاتے ہیں۔

مادیت کی سوچ رکھنے والے افراد اخلاقی صفات سے عاری ہوتے ہیں۔اگرچہ انسان فطرتاً مال و دولت کا حریص ہے جیسا کہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت ہوتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ(۱۱)

مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لیے مزین کر دی گئی ہے، جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان زدہ گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی، یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور لوٹنے کا اچھا ٹھکانہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

حدیث نبوی ﷺ سے بھی انسان کی مادیت زدہ فطرت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔(يهرم ابن آدم وتشبّ منه اثنتان: الحرص على المال، والحرص على العمر (۱۲) ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کی دو خواہشیں جوان رہتی ہیں۔

مال و دولت کی حرص اور طویل عمر کی)۔(لو کان لابن آدم وادیان من مال لأبتغی ثالثاً، ولا یملا جوف ابن آدم الا التراب، ویتوب اللّٰہ علی من تاب (۱۳)، اگر ابن آدم کو سونے کی دو وادیاں بھی مل جائیں تو تیسری کی خواہش کرے گا، ابن آدم کا پیٹ تو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔)

مال و دولت کی خواہشات فطری ہیں جن کو اسلام نے اعتدال، قناعت، صبر اور شکر جیسی اخلاقی صفات کا پابند کیا ہے۔ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں کہ انسان کے مزاج میں منفی اور مثبت رجحانات پائے جاتے ہیں۔بعض تخریبی تقاضے بھی انسان کے دل میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ان میں انسان کشمکش کا شکار رہتا ہے۔اگر یہ کشمکش حدود کی پابند نہ ہو تو منفی رجحانات غالب آجاتے ہیں اور مثبت رجحانات دب جاتے ہیں۔معاشی زندگی میں بھی انسان اسی کشمکش کا شکار رہتا ہے۔انسان ہوس، زر پرستی اور حرص و لالچ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔حرص و لالچ کا غلبہ اتنی شدت سے انسان پر مسلط ہو جاتا ہے کہ اس میں اپنے اور پرائے کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔اس لیے انسان کی اخلاقیات اور روحانیات کا انسان کی معاشی زندگی سے انتہائی گہرا تعلق ہے۔(۱۴)

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ مال اس وجہ سے ضروری ہے کہ اس سے غذا و لباس جو بدن کی بقاء کے لیے ضروری ہیں حاصل ہوتے ہیں۔بدن کی بقاء کمال نفس کے لیے ضروری ہے اور کمال نفس میں خیر و سعادت ہے۔جب انسان مال کا استعمال ضروریات کی تکمیل کے لیے کرے تو کمال نفس کو نہ بھولے۔(۱۵)

۲۔ طلب رزق میں اعتدال

اسلام میں طلب رزق میں اعتدال کا حکم دیا گیا ہے۔شریعت اسلامیہ میں جہاں انسان کو عمل صالح اور معاشی سرگرمی میں حصّہ لینے کا حکم دیا ہے، وہاں یہ بھی نشاندہی کی ہے کہ انسان کا رزق زمین اور زمین کے قرب و جوار میں پائی جانے والی مخلوقات میں کر دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے(وَفِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوعَدُون، (۱۶) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں تمھارا رزق پیدا کر دیا ہے، جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔)ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے((اے لوگو تم میں سے کسی ذی روح کو موت نہیں آئے گی جب تک وہ اپنا لکھا ہوا رزق پورا کا پورا حاصل نہ کر لے۔مال و دولت کے حصول میں اجمال سے کام لو۔(۱۷))) ڈاکٹر غازی لکھتے ہیں کہ انسان کو اپنے نصیب کا رزق مل کر رہتا ہے۔لیکن انسان کو طلب رزق میں اعتدال اور اجمال سے کام لینا چاہیے۔اپنے اخلاقی اور روحانی تقاضوں کو نہ بھولے۔(۱۸)

۳۔ قناعت

اسلامی معیشت میں دولت کمانے کی ہوس کے غلبہ کے تحت دوسروں کے حقوق کو پس پشت ڈالنے کی مادیت زدہ سوچ کو تقویت دینے کی بجائے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے تمام لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے کے جذبے کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔اسلام انسان کو مادہ پرست اور مفاد پرست بنانے کی بجائے قناعت پر مبنی زندگی بسر کرنے کی

ترغیب دیتا ہے۔امانت داری کے لیے قناعت کا ہونا نہایت ضروری ہے۔اصل امیری دل کا سکون واطمینان ہے جو کہ انسان حلال ذرائع سے حاصل کرسکتا ہے۔نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔((لیس الغنی عن کثرة العرض، ولکن الغنی غنی النّفس (۱۹) امیری سامان بہت ہونے سے نہیں، بلکہ اصل امیری دل کا غنی ہونا ہے۔)) قناعت پر زندگی بسر کرنے والے افراد اور ارباب حکومت فلاح حاصل کرنے والے ہیں۔((قد أفلح من أسلم، ورزق کفافاً، وقنّعه اللّٰه بما اتاه (۲۰) البتہ اس شخص نے فلاح پائی جو اسلام لایا اسے ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی روزی پر قناعت دی۔))((طوبی لمن هدي لاسلام و کان عیشه کفافاً و قنع (۲۱) خوشخبری ہے اُس شخص کے لیے جس نے اسلام کی طرف ہدایت پائی اور جو بقدر کفایت رزق ملا اُس پر قناعت کی۔)) حضرت عثمانؓ بن عفان سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا((لیس لابن آدم حقّ في سوی هذه الخصال: بیت یسکنه، و ثوب یواری عورته، وجلف الخبز والماء (۲۲) ابن آدم کا دنیا کی چیزوں میں ان کے سوا کچھ حق نہیں: رہنے کے لیے گھر، ستر چھپانے کے لیے کپڑے، روٹی اور پانی کے لیے برتن۔))

۴۔ دیانت داری

ملازمت پیشہ افراد کے لیے ضروری ہے کہ وہ صبر، قناعت اور شکر کی صفات سے متصف ہو۔فرائض کی دیانتداری سے ادائیگی کی تربیت رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمائی۔اسلام میں خلیفہ وقت کو عوام کے مال میں بددیانتی سے منع کیا گیا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَخُونُواْ اللّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُواْ أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُون (۲۳) اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حقوق میں خیانت مت کرو اور اپنی امانتوں میں خیانت مت کرو اور تم جانتے ہو۔ إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ الخَآئِنِين (۲۴) بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ((من استعملناه علی عمل فرزقناه رزقاً فما أخذ بعد ذلک فهو غلول (۲۵) جس شخص کو ہم کسی کام کے لئے عامل مقرر کریں اور اس کا وظیفہ اور تنخواہ بھی مقرر کریں پھر وہ عامل اس مال میں سے کچھ رکھ لے تو وہ خیانت ہے۔)) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے متعدد فرامین میں عمال کے لیے ہدیہ لینے کو حرام ٹھہرایا۔رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلہ ازد کے ایک شخص ابن اللّتبیة کو صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا۔جب وہ لوٹ کر آیا تو کہنے لگا کہ یہ مال آپ کا ہے اور یہ مال مجھے تحفے میں ملا ہے یہ بات سن کر آپ جلال میں آ گئے اور منبر پر تشریف فرما ہو کر اللہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

> فوالذي نفس محمد بیده لا یغلّ أ خدکم منها شیئًا الا جاء به یو ماالقیامة یحمله علی عنقه، ان کا ن بعیرًا جاء به له رغاء، و ان کانت بقرة جاء بها لها خوار، و ان کانت شاة جاء بها تیعر، فقد بلّغت (۲۶)
>
> قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جان ہے کوئی تم میں سے ایسا مال نہیں

لے گا مگر قیامت کے دن اپنی گردن پر لاد کر اسے لائے گا۔اس طرح حاصل کیا ہوا اگر اونٹ ہوگا تو وہ بڑبڑا رہا ہوگا، گائے ہوگی تو چلا رہی ہوگئی، بکری ہوگئی تو ممیا رہی ہوگئی۔اور فرمایا: یا اللہ میں نے تیرا حکم لوگوں تک پہنچا دیا۔

اسلام میں رشوت لینے اور دینے کی سختی سے ممانعت ہے۔ ((**لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشی والمرتشی فی الحكم** (۲۷) نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فیصلہ میں رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی۔)) عصر حاضر میں تعلقات، سفارشوں اور رشتوں کی بناء پر عہدے تقسیم کیے جاتے ہیں نتیجتاً نا اہل اور بددیانت افراد بڑے بڑے عہدوں پر قابض ہو کر عوام کو مشکلات میں مبتلا کرتے ہیں اور نظام حکومت میں بگاڑ کا سبب بنتے ہیں۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ((**اذا و سّد الامر الی غیر أهله فانتظر السّاعة** (۲۸) جب دیکھو کہ کاموں کی ذمہ داری ایسے لوگوں کے سپرد کر دی گئی جو اس کام کے اہل نہیں تو قیامت کا انتظار کرو۔))

ناجائز طریقوں سے ملازمت حاصل کرنے والے افراد اہل اور قابل افراد کا بھی حق مارتے ہیں۔اسلامی تعلیمات میں کسی شخص کی حق تلفی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے: ((**اتق دعوة المظلوم فانها لیس بینها وبین الله حجاب،** (۲۹) مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ یعنی کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔)) ((**الظلم ظلمات یوم القیامة،** (۳۰) ظلم قیامت کے دن ظلمات (اندھیروں) کا باعث ہوگا۔)) کسی بھی شخص کی حق تلفی کو گناہ کبیرہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔اس کا وبال دنیا اور آخرت میں اٹھانا پڑتا ہے۔اس وجہ سے اسلام نے حق تلفی اور ظلم کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے۔جو شخص ظلم سے کسی کا حق مارتا ہے یا استحصال کرتا ہے قیامت کے دن وہ ظلم اس شخص کے لیے اندھیروں کا باعث ہوگا۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس اور دیوالیہ وہ ہے جو قیامت کے دن اپنی نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ اللہ کے پاس حاضر ہوگا اور اسی کے ساتھ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کو قتل کیا ہوگا، کسی کو ناحق مارا ہوگا تو ان تمام مظلوموں میں اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں اور مظلوم کے حقوق باقی رہے تو ان کی غلطیاں اس کے حساب میں ڈال دی جائیں گی اور پھر اسے جہنم میں گھسیٹ کر پھینک دیا جائے گا۔(۳۱)

۵۔ احساس جوابدہی

اسلام اعلیٰ عہدوں پر فائز افراد میں احساس جوابدہی کو پروان چڑھاتا ہے۔تاکہ وہ حلال ذرائع سے کمائیں اور اسراف وتبذیر سے اجتناب کریں۔ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

کلّکم راع و مسؤول عن رعیّته،فالأ میر الّذي علی النّاس فهو راع علیهم و هو مسؤول عنهم،....والعبد راع علی مال سیّده و هو مسؤول عنه(۳۲)

تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس بناء پر اس کی رعیت کے بارے میں اس سے باز پرس ہوگی چنانچہ جو شخص لوگوں کا امیر ہے وہ ان کا نگران اور ذمہ دار ہے اور اس سے لوگوں اور ان کے معاملات کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔۔۔۔اور غلام اپنے آقا کے مال کا نگران اور ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔

قرآنی تعلیمات کے مطابق جو شخص ایمان اور اعمال صالح کے ساتھ اللہ کے حضور میں آئے گا اس شخص کے لیے جنت ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِناً قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُوْلَئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَى. جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَذَلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّى.(۳۳)

اور جو بھی اس کے پاس ایماندار ہو کر حاضر ہوگا اور اس نے اعمال بھی نیک کیے ہوں گے۔اس کے لیے بلند و بالا درجے ہیں۔ہمیشگی والی جنتیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جہاں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔یہی انعام ہے ہر اس شخص کا جو پاک ہے۔

رشوت کو ذریعہ معاش بنانے کی بجائے حلال ذرائع سے کمائی ہی آخرت میں انسان کی نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے۔جیسے سچے اور امانت دار تاجر کو قیامت والے دن نبیوں، صدیقوں اور شہداء کی معیت حاصل ہوگی۔(۳۴)

معاشرے میں ایسے افرد بھی ہیں جو محنت کے بل بوتے پر اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں اور دیانت داری سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔اگر چہ ان کو اہل وعیال کی طرف سے ناجائز ذرائع آمدن کا دباو رہتا ہے لیکن رضا الٰہی کے لیے وہ اس سے اجتناب کرتے ہیں۔اپنی زندگی محدود آمدن میں ہی اچھے طریقے سے بسر کر رہے ہیں کیونکہ حلال رزق میں ہی سکون و برکت ہے۔

۶۔ کام میں شریک ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک

کام میں شریک تمام افراد کو ایک دوسرے کے ساتھ مہربان اور فراخ دل ہونا چاہیے۔کام میں شریک ساتھی ہمسایہ کے ضمن میں آتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدُواْ اللّهَ وَلاَ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئاً وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالجَنبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالاً فَخُوراً(۳۵)

اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراو، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو، قربت داروں کے ساتھ بھی اور یتیموں مسکینوں، قریبی پڑوسی اور دور کے پڑوسی اور پاس والے

ساتھی اور مسافر کے ساتھ بھی، اوران کے ساتھ بھی جن کے تمھارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے۔

اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو تکبر کرنے والا اور فخر کرنے والا ہے۔

اسلام کام میں شریک ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک سے رہنے کی ترغیب دیتا ہے تا کہ ہر شخص کو اپنے حقوق وفرائض سے آگاہی ہو اور افراد سکون واطمینان کے ساتھ اپنے معاشی فرائض سرانجام دیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((حسن الملکة یمن و سوء الخلق شؤم[۳۶] حسن سلوک باعث برکت ہے اور بدخلقی بدبختی ہے۔))

بعض اوقات ملازمت پیشہ افراد کام میں شریک ساتھیوں سے رقابت رکھتے ہیں اور ان کو قول وفعل سے نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((لا ضرر و لا ضرار ،[۳۷] ترجمہ: نہ تم کسی کو ضرر پہنچاو، نہ بدلے میں کوئی تمھیں ضرر پہنچائے۔)) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بھائی کو تکلیف پہنچانے سے منع فرمایا ہے۔ انسان زبان کے غلط استعمال سے اور کسی کو اس سے تکلیف پہنچا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ آخرت میں یہ زبان ہی اس کے خسارہ کا باعث بن سکتی ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

سئل رسول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن أکثر ما یدخل النّاس الجنة؟

قال: ((تقوی اللّٰہ،وحسن الخلق))، وسئل عن أوکثر مایدخل النّاس النّار؟

قال: ((الفھم، والفرج))[۳۸]

ایک بار نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کسی نے سوال کیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو ارشاد ہوا:

حسن اخلاق اور سوال کیا گیا کہ سب سے زیادہ کس سبب لوگ جنت میں جائیں گے؟ ارشاد ہوا:

تقویٰ اور اچھے اخلاق اور سوال کیا گیا سب سے زیادہ کون سے لوگ جہنم میں جائیں گے تو فرمایا:

منہ اور شرمگاہ کی بدولت۔

اسلام نے کام میں شریک افراد سے بدگمانی رکھنے، غیبت کرنے، ان کی چغلیاں لگانے اور ان سے لڑائی جھگڑا کرنے سے منع کیا ہے۔ اسلام مومنین کو رشتہ اخوت میں منسلک کرتا ہے۔ مومن دوسرے مومن کے لیے ایک عمارت کی مانند ہیں جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔[۳۹] حدیث کی رو سے مسلمان جسم واحد کی مانند ہیں۔[۴۰] اگر جسم کے ایک حصے میں درد ہو تو تمام جسم اس درد اور بیداری میں شریک ہوتا ہے، جسد واحد کا یہ تصور کام میں شریک بھائیوں کو نقصان پہنچانے کی بجائے اپنے بھائی کی تکالیف دور کرنے اور اس کے مفاد کو مدنظر رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

المسلم أخو المسلم، لا یظلمه ولا یسلمه، ومن کان في حاجة اخیه، کان اللّٰہ فی حاجته، ومن فرج عن مسلم کربة فرج اللّٰہ عنه کربة من کربات یوم القیامة، ومن ستر مسلما ستره اللّٰہ یوم القیامة[۴۱]

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اُس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کا کفیل ہو جاتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی ایک تکلیف دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکالیف میں سے ایک تکلیف دور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

کام کرنے کی جگہ پر صحت مندانہ ماحول کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے باہمی حقوق کا خیال کریں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں، جب تیری اس سے ملاقات ہو تو اسے سلام کر، جب وہ تجھے دعوت دے تو اسے قبول کر، جب اسے چھینک آئے تو (الحمد للہ کہے تو اسے یرحمک اللہ کہہ کر) جواب دے، جب وہ بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی کر اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو اور اُس کے لیے وہ ہی پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔(۴۲)

انسانی معاشرے میں افراد کے ساتھ تعاون اور امداد باہمی کے تعلقات کی بناء پر حسن معاشرت کا قیام ممکن ہے۔

وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ(۴۳)

نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو۔

إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاء ذِي الْقُرْبَى(۴۴)

بے شک اللہ تعالیٰ عدل و احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔

عدل و انصاف ایک ایسی چیز ہے جس سے معاشی تعلقات احسن طریقے سے نبھائے جاتے ہیں جب کہ احسان کی آمیزش ان تعلقات کو مضبوط بنا دیتی ہے۔

۷۔ زیردست ملازمین کے ساتھ حسن سلوک

درجات معیشت میں تفاوت فطری ہے۔ انسانوں کے نظام کو کامیابی سے چلانے کے لیے یہ ناگزیر ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضاً سُخْرِيّاً.(۴۵)

ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے درمیان ان کی معیشت تقسیم کی ہے اور ان میں سے بعض کو بعض پر بلند درجے دیے ہیں تاکہ ان میں سے کچھ لوگ دوسرے لوگوں کے کام کریں۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے درجات معیشت میں تفاوت رکھا ہے اور اس کی ایک حکمت قرآن مجید میں یہ بیان فرمائی کہ انسان ایک دوسرے کی خدمت کر سکیں۔ نبی کریم ﷺ نے جس عرب معاشرے میں آنکھ کھولی اس میں اپنے ماتحت افراد یعنی

غلاموں کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا تھا۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین فرمائی۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے((ثلاث من کن فیه نشر الله علیه کنفه و أدخله الجنة: رفق بالضّعیف والشّفقة علی الوالدین، و الاحسان الی المملوک(۴۶) جس کی تین صفات ہوں اللہ تعالیٰ اس کی موت کو آسان کر دیتا ہے اور اسے جنت میں داخل کرتا ہے کمزور کے ساتھ نرمی، والدین کے ساتھ مہربانی اور غلاموں کے ساتھ احسان۔))

افسران بالا کو چاہیے کہ خدمت گزاروں پر ان کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔ نبیٔ کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

اخوانکم خولکم جعلهم الله تحت أیدیکم،فمن کان أخوه تحت یده فلیطعمه مما یأکل، ولیلبسه ممّا یلبس، ولا تکلّفوهم ما یغلبهم، فان کلّفتموهم فأعینوهم(۴۷)

جن لوگوں کو اللہ نے تمھارے ماتحت (خادم، ملازم، مزدور اور غلام) کیا ہے تمہارے بھائی ہیں، لہٰذا تم میں سے جس کے قبضے میں اس کا کوئی بھائی ہو تو اس کو ویسا ہی کھلائے جیسا وہ خود کھاتا ہے اور ویسا پہنائے جیسا وہ خود پہنتا ہے اور اس کو کوئی ایسا کام کرنے کو نہ کہے جس کو وہ کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور کبھی اسے ایسے کام کرنے کو کہے تو خود بھی اس کا ہاتھ بٹائے۔

خدمت گاروں کی غلطیوں سے درگزر کرنا چاہیے۔ ایک شخص نے پوچھا ہم خدمت گاروں کے قصوروں کو کتنی مرتبہ معاف کریں۔ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ہر روز ستر مرتبہ۔(۴۸) نیز غلاموں کو مارنے سے منع فرمایا اور سزا دینے سے بھی۔ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی غلام کو مارنے لگے تو اللہ کو یاد کرے اور اُس سے ہاتھ اُٹھا لے۔(۴۹) بے شک وہ تمھارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمھیں ان پر فضیلت بخشی ہے۔ جو کوئی تمھاری اطاعت نہ کرے تو اُس کو بیچ دو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔(۵۰) بیشک اللہ عزّ وجل ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیں گے۔(۵۱) عصر حاضر میں بھی اعلیٰ عہدوں پر فائز افراد ملازموں پر تشدد کرتے ہیں۔ حال ہی میں صوبہ پنجاب کے وسطی شہر فیصل آباد کے قریبی دیہات سے تعلق رکھنے والی دس سالہ طیبہ گزشتہ دو سالوں سے ایڈیشنل سیشن جج راجہ خرم علی خان کے مکان پر ملازمہ تھی۔ ایڈیشنل سیشن جج کی اہلیہ نے اس پر تشدد کیا۔ مبینہ طور پر کمسن ملازمہ پر تشدد زدہ تصاویر اور میڈیکل رپورٹ کے باوجود متعلقہ عدالت نے اس مقدمے میں ایڈیشنل سیشن جج کی اہلیہ کی ضمانت منظور کر لی۔(۵۲) تاہم سپریم کورٹ نے اس پر از خود نوٹس لیا ہے۔

درجات معیشت میں تفاوت کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ انسان کا مال و دولت اس کے لیے آزمائش ہے تاکہ غنی شخص اپنے مال میں سے ضرورت مندوں کی ضروریات کا خیال رکھے۔ ملازمت پیشہ افراد کی یہ ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اُن کو رزق حلال دیا ہو اُس میں سے استطاعت کے مطابق اپنے ملازموں اور معاشرے کے نادار افراد کی مدد کریں۔

خلاصہ بحث

افراد معاشرہ مختلف شعبوں میں معاشی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ کام کرنے کی جگہ پر افراد کو مختلف معاشی اور

معاشرتی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔افراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی اور معاشرتی احکامات وتعلیمات اپنانے سے معاشی خدمات احسن طریقے سے سرانجام دے سکتے ہیں۔اسلام میں معاشی سرگرمیوں کی انجام دہی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔اسلام میں ہر معاشی سرگرمی عبادت کا درجہ رکھتی ہے بشرطیکہ وہ اسلامی حدود وقیود کے ساتھ سرانجام دی گئی ہو۔معاشی رویوں کی اصلاح کے لیے انسان کو حلال رزق کمانے کا پابند بنایا گیا۔اخلاقی تعلیمات سکھائی گئی ہیں تاکہ حسن معاشرت قائم رہے۔ملازمت پیشہ افراد کے باہمی تعلقات احسان اور خیر سگالی پر مبنی ہوں۔تقوی اور دیانت داری سے فرائض کی انجام دہی آخرت میں فلاح کی ضامن ہے۔

مراجع وحواشی

(۱) الجمعۃ۶۲:۲ (۲) الشّمس ۹۱:۷-۱۰ (۳) النسآء۴:۲۹

(۴) علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الھندی۔(۲۰۰۴ء)۔''کنز العمال''۔ط،الثانیۃ۔حدیث نمبر۹۱۹۰۔ج ۴۔بیروت:دارالکتب العلمیۃ۔ص۳

(۵) النسائی۔السنن۔کتاب البیوع۔باب الحث علی الکسب۔حدیث نمبر۴۴۵۷

(۶) علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الھندی۔حدیث نمبر ۹۱۹۹۔ج ۴۔ص۴ (۷) ایضاً۔حدیث نمبر۹۲۰۰۔ج۴۔ص۴

(۸) ایضاً۔حدیث نمبر۹۲۰۱۔ج۴۔ص۴

(۹) محمد بن محمد ابو حامد الغزالی۔(۲۰۰۴ء)۔''احیاء علوم الدین''۔ج ا۔بیروت:دارالمعرفۃ۔ص۱۰۹۲

(۱۰) الترمذی۔الجامع۔أبواب الزھد۔باب ماذئبان جائعان أرسلافي غنم۔حدیث نمبر۲۳۷۶

(۱۱) آل عمران۳:۱۴

(۱۲) الترمذی۔الجامع۔أبواب الزھد۔باب في تمثیل طول الأمل۔۔۔حدیث نمبر۲۴۵۵

(۱۳) البخاری۔الجامع الصحیح۔کتاب الرقاق۔باب ما یتقی من فتنۃ المال۔حدیث نمبر ۶۴۳۶

(۱۴) محمود احمد غازی۔(۲۰۱۰)۔''محاضرات معیشت وتجارت''لاہور:الفیصل ناشران وکتب۔ص۲۰

(۱۵) امام غزالی۔حوالہ بالا۔ج ا۔ص۱۰۹۰ (۱۶) الذٰریٰت ۵۱ :۲۲

(۱۷) ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیھقی۔''السنن الکبری''۔کتاب البیوع۔باب الاجمال فی طلب الدنیا وترک طلبھا بما لا یحل۔حدیث نمبر۱۰۵۴۲۔ج۸۔بیروت:دارالفکر۔ص۹۰ (۱۸) محمود احمد غازی۔حوالہ بالا۔ص۲۴

(۱۹) مسلم،الجامع الصحیح،کتاب الزکاۃ،باب فضل القناعۃ والحث علیھا،حدیث نمبر:۲۴۲۰،الترمذی،الجامع،ابواب الزھد،باب ماجاء ان الغنی غنی النفس،حدیث نمبر:۲۳۷۳

(۲۰) مسلم۔الجامع الصحیح۔کتاب الزکاۃ۔باب فی الکفاف والقناعۃ۔حدیث نمبر ۲۴۲۶؛الترمذی۔الجامع۔أبواب الزھد۔باب ماجاء فی الکفاف،والصبر علیہ۔حدیث نمبر ۲۳۴۸،۲۳۴۹

(۲۱) الترمذی۔حوالہ بالا۔حدیث نمبر۲۳۴۹

(۲۲) ایضاً۔باب منہ الخصال التي لیس لابن آدم حق في سواھا۔حدیث نمبر۲۳۴۱

(۲۳) الانفال ۸:۲۷ (۲۴) الانفال ۸:۵۸

(۲۵) ابوداؤد۔السنن۔کتاب الخراج والفيء والامارة۔باب فی أرزاق العمال۔حدیث نمبر۲۹۴۳

(۲۶) البخاری۔الجامع الصحیح۔کتاب الایمان والنذور۔باب کیف کانت یمین النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔۶۶۳۶

(۲۷) الترمذی۔الجامع۔ابواب الاحکام، باب ماجاء فی الرشی والمرتشی فی الحکم۔حدیث نمبر۱۳۳۶

(۲۸) البخاری۔الجامع الصحیح۔کتاب العلم۔باب من سئل علما وھو۔۔۔۵۹

(۲۹) ایضاً۔کتاب المظالم۔باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم۔حدیث نمبر۲۴۴۸؛ الترمذی۔جامع۔ابواب البر والصلة۔باب ماجاء فی دعوة المظلوم۔حدیث نمبر۲۰۱۴

(۳۰) البخاری۔الجامع الصحیح۔کتاب المظالم۔باب الظلم ظلمات یوم القیامة۔حدیث نمبر۲۴۴۷؛ مسلم۔الجامع الصحیح۔کتاب الأدب۔باب تحریم الظلم۔حدیث نمبر۶۵۷۷؛ ترمذی۔الجامع۔ابواب البر والصلة۔باب ماجاء فی الظلم۔حدیث نمبر۲۰۳۰

(۳۱) مسلم۔الجامع الصحیح۔کتاب البر والصلة والادب۔باب تحریم الظلم۔حدیث نمبر۶۵۷۹

(۳۲) البخاری۔الجامع الصحیح۔کتاب العتق۔باب کراھیة التطاول علی الرقیق۔حدیث نمبر۲۵۵۴

(۳۳) طٰہٰ ۲۰:۷۵-۷۶ (۳۴) علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الھندی۔حدیث نمبر۹۲۱۳، ج۴، ص۵

(۳۵) النساء ۴:۳۶ (۳۶) ابوداود۔السنن۔کتاب الادب۔باب فی حق المملوک۔حدیث نمبر۵۱۶۲

(۳۷) ابوعبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل۔(۱۹۹۴ء)۔''المسند''۔ج۱۔بیروت: دار احیاء التراث العربی۔ص۲۱۲

(۳۸) الترمذی، الجامع، أبواب البر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق، حدیث نمبر: ۲۰۰۴

(۳۹) البخاری۔الجامع الصحیح۔کتاب المظالم۔باب نصر المظلوم۔حدیث نمبر۲۴۴۶؛ مسلم۔الجامع الصحیح۔کتاب البر والصلة والادب۔باب تراحم المومنین وتعاطفھم وتعاضدھم۔حدیث نمبر۶۵۸۵

(۴۰) مسلم۔بحوالہ بالا۔حدیث نمبر: ۶۵۸۸

(۴۱) البخاری۔بحوالہ بالا۔باب لایظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ۔حدیث نمبر۲۴۴۲؛ مسلم۔بحوالہ بالا۔باب تحریم الظلم، حدیث نمبر: ۶۵۷۸

(۴۲) الترمذی۔الجامع۔أبواب الأدب۔باب ماجاء فی تشمیت العاطس۔حدیث نمبر۲۷۳۶

(۴۳) المآئدة ۵:۲ (۴۴) النحل ۱۶:۹۰ (۴۵) الزخرف ۴۳:۳۲

(۴۶) الترمذی۔ابواب صفة القیامة۔باب ماجاء فی شدة الوعید للمتکبرین۔حدیث نمبر۲۴۹۴

(۴۷) البخاری۔الجامع الصحیح۔کتاب الایمان۔باب المعاصی من امر الجاھلیّة۔حدیث نمبر۳۰

(۴۸) الترمذی۔السنن۔ابواب البر والصلة۔باب ماجاء فی العفو عن الخادم۔حدیث نمبر۱۹۴۹

(۴۹) ایضاً۔باب ماجاء فی ادب الخادم۔حدیث نمبر۱۹۵۰

(۵۰) ابوداود۔السنن۔کتاب الادب۔باب فی حق المملوک۔حدیث نمبر۵۱۵۷

(۵۱) ایضاً۔کتاب الخراج والفيء والامارة۔باب في التشدید فی جبایة الجزیة۔حدیث نمبر۳۰۴۵

(۵۲) http://www.bbc.com/urdu/pakistan-38507821